مرتد کی سزا (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خاں صفدر

اسلام میں غیر مسلموں کے لیے تبلیغ وترغیب تو ہے لیکن لا اکراہ فی الدّین کے قاعدہ کے مطابق جبراً کسی کو مسلمان نہیں بنایا جاسکتا لیکن اگر کوئی مسلمان ہے اور وہ بدبخت اسلام سے پھر کر مرتد ہو جائے (العیاذ باللہ تعالیٰ) تو وہ خدا تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باغی ہے جب دنیا کی کسی حکومت میں باغی کسی رعایت کا مستحق نہیں بلکہ تختہ دار پر لٹکائے جانے کے قابل ہے تو اللہ تعالیٰ کے باغی کے لیے رعایت کی گنجائش کیسے؟ بلکہ اگر قتل سے کوئی زیادہ سزا ہوتی تو وہ اس کا بھی مستحق ہے۔ مرتد کا قتل کرنا قرآن وحدیث اور اجماع اُمت سے ثابت ہے۔

قرآنِ کریم

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کے بعض لوگوں کا ذکر فرمایا ہے کہ انہوں نے بچھڑے کی عبادت کر کے ارتداد اختیار کیا' تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

فتوبوا الیٰ بارئکم فاقتلوا انفسکم.	سو اب توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کی
(پ ا'البقرۃ' رکوع ٦)	طرف اور مارڈالو اپنی اپنی جانوں کو۔

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ جن لوگوں نے گئوسالہ پرستی کی تھی اور جو مرتد ہو گئے تھے' ان کو ان لوگوں کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق قتل کرایا گیا جنہوں نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی تھی اور ان لوگوں کے واقعہ کو بیان فرما کر اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

وَکَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُفۡتَرِیۡنَ.٥	اور یہی سزا دیتے ہیں ہم بہتان باندھنے
(پ٩'الاعراف' رکوع ٩)	والوں کو۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا دنیا میں قتل ہے۔ بلفظہ اور الشہاب میں اس پر انہوں نے مفصل بحث کی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو کہ قتل مرتدین کا یہ فیصلہ تو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کا حکم تھا اور ہماری شریعت اس کے علاوہ ہے تو جواب یہ ہے کہ اوّلاً تو ہمارا استدلال صرف فاقتلوا انفسکم کے جملہ سے ہی نہیں ہے تاکہ یہ سمجھا جائے کہ یہ حکم بنی اسرائیل کے ساتھ مختص تھا جو اس کے مخاطب تھے بلکہ وکذالک نجزی المفترین کے جملہ سے بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مرتدین کے بارے اپنی عادت جاریہ بیان فرمائی ہے کہ مرتدوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں یا دیں گے کیونکہ نجزی فعل مضارع کا صیغہ ہے جس میں حال اور استقبال کے معانی پائے جاتے ہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ نے مرتدوں کی سزا کے بارے میں اپنی عادت جاریہ کا ذکر فرمایا ہے جو واضح ہے۔ (ثانیاً) اصول فقہ کی کتابوں میں تصریح موجود ہے کہ:

وشرائع من قبلنا تلزمنا اذا قص اللہ و رسوله من غير نكير...... الخ	ہم سے پہلے کی شریعتوں کے احکام جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بیان کیے ہوں اور ان پر نکیر نہ کی ہو تو وہ ہم پر بھی لازم ہیں۔
(نور الانوار، ص ۲۱۶)	

اور قتل مرتد کی اللہ تعالیٰ نے وکذالک نجزی المفترین میں تائید کی ہے نہ کہ تردید اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح احادیث قتل مرتد کی تائید کرتی ہیں نہ کہ نکیر و تردید تو قرآن کریم کی نص قطعی سے مرتد کی سزا قتل ثابت ہوئی جس میں کسی قسم کا کوئی شبہ و تردد نہیں ہے البتہ لانسلم کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

مسلمانوں کو منکروں کے انکار کو خاطر میں نہیں لانا چاہیے اور حق کے میدان میں بلاخطر چلنا چاہیے ؎

میدان میں گرجتا ہوا شیروں کی طرح چل
تو شیر ہے دشمن کے کلیجے کو ہلا دے

احادیث

۱: حضرت عکرمہؓ (المتوفی ۱۰۷ھ) سے روایت ہے کہ:

ان علیؓ احرق قوما فبلغ ابن عباس فقال لو كنت انا لم احرقهم لان النبی ﷺ قال لا تعذبوا بعذاب اللہ و لكن	حضرت علیؓ نے کچھ لوگوں کو آگ میں جلا دیا۔ یہ خبر جب حضرت ابن عباسؓ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو میں ان کو آگ

اقتلهم كما قال النبي ﷺ من بدل دينه فاقتلوه. (بخاری ص ۴۲۳، ج ۱ و ص ۱۰۲۳ ج ۲ وترمذی ص ۱۵۱ ج ۲، وفيه فبلغ ذالک عليا فقال صدق ابن عباس وقال هذا حديث حسن صحيح و ابوداؤد ص ۲۴۲ ج ۲ ونسائی ص ۱۵۱ ج ۲ ومشکوٰة ص ۳۰۷ ج ۲ وسنن الکبریٰ ص ۱۹۵ ج ۸)

میں نہ جلاتا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب (آگ) سے کسی کو سزا نہ دو بلکہ میں ان کو قتل کر دیتا۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنا دین (اسلام) بدل دیا تو اس کو قتل کر دو۔ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ جب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت یوں ہے:

عن ابن عباس رضی قال قال رسول الله ﷺ من بدل دينه فاقتلوه. (ابن ماجہ ص ۱۸۵ واللفظ لہ ومسند احمد ج ۱ ص ۲۱۷ ومسند حمیدی ص ۲۴۴ ج ۱ وسنن الکبریٰ ج ۸ ص ۱۹۵ ومشکوٰة ج ۲ ص ۳۰۷، والجامع الصغیر ص ۱۶۸ ج ۲ وقال صحیح والسراج المنیر ص ۳۴۱ ج ۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنا دین (اسلام) بدل دیا تو اسے قتل کر دو۔

اس صحیح حدیث سے مرتد کا قتل بالکل آشکارا ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آنجہانی مسٹر غلام احمد پرویز کی طرح کسی کج فہم کو یہ شبہ ہو کہ اس حدیث میں من بدل دينه فاقتلوه کے عمومی الفاظ سے اسلام سے پھر جانے والے مرتد کا قتل ثابت اور متعین نہیں ہوتا کیونکہ من بدل دينه میں الفاظ عام ہیں۔ مثلاً یہودی کا عیسائی ہو جانا یا عیسائی کا ہندو یا سکھ ہو جانا یا ہندو کا عیسائی اور یہودی وغیرہ ہو جانا وغیرہ ذالک تو اس سے اسلام سے پھر کر مرتد ہونے والے کا قتل کیسے متعین ہوا؟

الجواب

یہ شبہ نہایت ہی سطحی ذہن کی پیداوار ہے جس کی کوئی قدر و منزلت ہی نہیں ہے۔

(اوّلاً) تو اس لیے کہ اسی حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ:

ان عليا رضى الله عنه آحرق ناسا ارتدوا عن الاسلام (الحديث) (ابوداؤد ص ۲۴۲ ج ۲ و ترمذی ص ۱۷۶ ج ۱، نسائی ص ۱۵۱ ج ۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو آگ میں جلایا تھا جو اسلام سے پھر گئے تھے۔

اس سے بالکل واضح ہو گیا کہ یہ کارروائی ان لوگوں کے بارے میں ہوئی جو اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے۔ وہ لوگ اسلام سے بایں طور پھرے کہ پہلے مسلمان تھے پھر مرتد ہو گئے یا پہلے منافقانہ طور پر انہوں نے اسلام کا اظہار کیا پھر کھلے طور پر کفر کی طرف پھر گئے کوئی بھی معنی لیا جائے، یہ صحیح روایت اسلام سے پھر کر مرتد ہونے والوں کے قتل کیے جانے پر نص ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد من بدل دينه فاقتلوه سے یہی سمجھتے ہیں کہ دینِ اسلام سے پھر جانے والے کا یہ حکم ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ حدیث مرتد عن الاسلام کے قتل کے متعلق ہے نہ کہ ہندو سے عیسائی اور عیسائی سے یہودی وغیرہ ہو جانے کے بارے میں۔ وثانیاً اس لیے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے:

قال قال رسول الله ﷺ من جحد آية من القرآن فقد حل ضرب عنقه. (الحديث ابن ماجہ، ص ۱۸۵)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآنِ کریم کی کسی آیت (یا اس سے مطلوب معنی کا) انکار کیا تو بلاشک اس کی گردن اڑا دینا حلال اور جائز ہے۔

1- اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص پورے قرآنِ کریم کو مانتا ہے مگر اس کی کسی ایک آیت (یا اس کے مقصود معنی) کا انکار کرتا ہے تو وہ مرتد اور رقابلِ قتل ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ حدیث من بدل دينه فاقتلوه اسلام سے پھر جانے والے کے بارے میں ہے نہ کہ کسی کافر کے اپنا دین چھوڑ کر کفر کے کسی اور دین کو اختیار کر لینے والے کے بارے میں۔

2- حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ (عبداللہ بن قیس المتوفی ۴۴ھ) کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کے ایک صوبے کا گورنر بنا کر بھیجا جبکہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے بعد دوسرے صوبے کا گورنر بنا کر بھیجا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کے لیے گئے، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکرامِ ضیف کی مد میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تکیہ ڈالا اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی تک سوار تھے۔

واذا رجل عنده موثق قال ما هذا قال كان يهود يا فاسلم ثم تهود قال اجلس قال لااجلس حتى يقتل قضاء الله ورسوله ثلاث مرات فامربه فقتل.

(بخاری ص۱۰۲۳ ج ۲ ومختصراً ص۱۰۵۹ ج ۲ ومسلم ص۱۲۱ ج ۲ وسنن الکبریٰ ص۲۰۵ ج ۸)

تو انہوں نے حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس ایک شخص باندھا ہوا دیکھا۔ پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا کہ یہ پہلے یہودی تھا پھر مسلمان ہوا اس کے بعد پھر یہودی ہو گیا۔ فرمایا اے معاذؓ! بیٹھ جاؤ۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ جب تک اس کو قتل نہیں کیا جائے گا، میں نہیں بیٹھوں گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا یہی فیصلہ ہے۔ تین دفعہ انہوں نے یہ فرمایا پھر اس مرتد کے بارے میں قتل کا حکم دیا گیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

اور بخاری شریف میں دوسرے مقام پر روایت یوں ہے کہ:

فسار معاذ فی ارضه قريباً من صاحبه ابی موسیٰ فجاء يسير علیٰ بغلته حتی انتهی اليه واذ هو جالس وقد اجتمع اليه الناس واذا رجل عنده قد جمعت يداه الی عنقه فقال له معاذ يا عبدالله بن قيس ايم هذا قال هذا رجل كفر بعد اسلامه قال لا انزل حتی يقتل قال انما جئ به لذالک فانزل قال ما انزل حتی يقتل فامربه فقتل ثم نزل.

(بخاری ص۲۲ ج ۳)

حضرت معاذؓ اپنے علاقہ کی زمین میں اپنے ساتھی حضرت ابوموسیٰؓ کے قریب پہنچے تو وہ خچر پر سوار تھے اور حضرت ابوموسیٰؓ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس لوگ جمع تھے اور ان کے پاس ایک شخص کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس! یہ کون ہے؟ فرمایا یہ شخص اسلام لانے کے بعد کافر ہو گیا ہے۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک نہیں اُتروں گا جب تک کہ اس کو قتل نہ کیا جائے گا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا اس کو اسی لیے تو لایا گیا ہے۔ آپ اُتریں۔ فرمایا جب تک اس کو قتل نہ کیا جائے گا، میں نہیں اُتروں گا۔ اس کو قتل کیا گیا تو وہ اُترے۔

3- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۳۵ھ) سے روایت ہے:

قال سمعت رسول الله ﷺ يقول

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ

لایحل دم امرء مسلم الابثلاث ان یزنی بعدما احصن اویقتل انساناً او یکفر بعد اسلامه فیقتل. (نسائی ج۲ ص۱۵۱ وابوداؤد الطیالسی ص۱۳ ومسند احمد ج۱ ص۷۰ سنن الکبریٰ ص۱۹۴ ج۸)

ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ کسی مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں ہے مگر تین چیزوں سے (۱) یہ کہ شادی کے بعد کوئی زنا کرے (۲) کسی انسان کو قتل کردے (۳) اسلام کے بعد کفر اختیار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔

اور یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہے اور اس میں الفاظ یہ ہیں:

اورجل ارتد بعد اسلامه. (ابن ماجہ ص۱۸۵)

یا وہ شخص جو اسلام کے بعد مرتد ہو جائے۔

4۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

قال قال رسول اللہ ﷺ لایحل دم رجل مسلم یشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله الا باحدی ثلاث الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارک لدینه المفارق المجماعة.

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں خون بہانا جائز نہیں مگر تین چیزوں میں سے کسی ایک کے ارتکاب پر (۱) شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے (۲) کسی کو قتل کردے تو اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا (۳) اپنے دینِ اسلام کو چھوڑ کر ملت سے جدا ہو جائے تو قتل کیا جائے گا۔

(بخاری ج۲ ص۱۰۱۶ و مسلم ج۲ ص۵۹ و ابوداؤد ج۲ ص۲۴۲ و ابن ماجہ ص۱۸۵ و مسند احمد ج۱ ص۳۸۲ و سنن الکبریٰ ج۸ ص۱۹۴ و ج۸ ص۲۰۲)

اس صحیح اور صریح حدیث میں اس کی وضاحت ہے کہ دین سے دینِ اسلام مراد ہے کہ جو مسلمان اپنے دینِ اسلام سے پھر کر مرتد ہو جائے تو وہ قابلِ گردن زدنی ہے اور اس جرم کی وجہ سے اسے قتل کیا جائے گا۔

5۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (المتوفاۃ ۵۸ھ) سے روایت ہے:

ان النبی ﷺ قال من ارتد عن دینه فاقتلوہ. (مصنف عبدالرزاق ج۱۰ ص۱۱۴)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے دین (اسلام) سے پھر گیا تو اسے قتل کردو۔

6۔ مشہور تابعی ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن زید الجرمیؒ المتوفی ۱۰۴ھ) نے خلیفہ

راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (المتوفی ۱۰۱ھ) کی بھری ہوئی عدالتی اور علمی مجلس میں یہ حدیث بیان فرمائی:

فواللہ ماقتل رسول اللہ ﷺ احدا قط الافی ثلاث رجل قتل بجریرۃ نفسہ فقتل اورجل زنی بعد احصان اورجل حارب اللہ و رسولہ وارتد عن الاسلام. (الحدیث) (بخاری ج۲ص۱۰۱۹)

بخدا آنحضرت ﷺ نے کبھی بھی کسی کو قتل نہیں کیا مگر تین جرائم میں (۱) وہ شخص جو ناحق کسی کو قتل کرتا تو اسے قصاص میں قتل کرتے (۲) شادی کے بعد زنا کرتا تو اسے قتل کرتے (۳) اسلام سے پھر کر مرتد ہو جاتا تو اسے قتل کرتے۔

ایسی صحیح اور صریح احادیث کی موجودگی میں یہ موشگافیاں کرنا یہ احادیث اسلام سے پھر کر مرتد ہو جانے والے کے بارے میں نہیں یا یہ احادیث ضعیف ہیں یا یہ احادیث کلمہ گو کے قتل سے خاموش ہیں یا یہ صرف ان لوگوں کے بارے میں ہیں جو اسلام سے خارج ہو کر کھلے طور پر اعلانیہ کافر ہو جائیں' وغیرہ وغیرہ۔ کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا' یہ کارروائی صرف وہی کر سکتا ہے جو ملحد و زندیق ہو۔

حضرات آئمہ دین

جس طرح قرآن و حدیث اور دین اسلام کی باریکیوں کو حضرات آئمہ دین سمجھتے ہیں' ایسا کوئی اور نہیں سمجھ سکتا اور ان میں سے بھی بالخصوص حضرات آئمہ اربعہؒ جن کے مذاہب مشہور اور متداول اور اُمتِ مسلمہ میں قابلِ اعتماد ہیں اور آج کل کے مادر پدر آزاد دور میں ملاحدہ اور زنادقہ کو جو اسلام کے مدعی تو ہیں مگر اسلام کی سمجھ ہی ان کو نہیں اور نہ وہ اس کی روح سے واقف ہیں' وہ صرف اپنی نارسا عقل و خرد پر نازاں و فرحاں ہیں اور اسی کو وہ حرفِ آخر سمجھتے ہیں اور حضرات سلفؒ پر طعن کرتے ہیں۔ حضرت امام مالکؒ (المتوفی ۱۷۹ھ) اس حدیث پر یہ باب قائم کرتے ہیں:

القضاء فیمن ارتد عن الاسلام مالک عن زید بن اسلم ان رسول اللہ ﷺ قال من غیر دینہ فضربوا عنقہ قال مالک ومعنی قول النبی ﷺ فیما نری واللہ تعالیٰ اعلم من غیر دینہ فاضربوا عنقہ انہ من خرج من الاسلام

اس شخص کے بارے فیصلہ جو اسلام سے پھر جائے۔ امام مالکؒ حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنا دین بدل دیا تو تم اس کی گردن اُڑا دو۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا

الی غیرہ مثل الزنادقة واشباعهم فان اولئک اذاظهر علیهم قتلوا ولم یستتابو الانه لا یعرف توبتهم وانهم یسرون الکفر ویعلنون الاسلام فلا اریٰ ان یستتاب هولاء ولا یقبل منهم قولهم واما من خرج من الاسلام الیٰ غیر واظهر ذالک فانه یستتاب فان تاب فبها والا قتل ذالک لو ان قوما کانوا علیٰ ذالک رایت ان یدعوا الی الاسلام و یستتابوا فان تابوا قبل ذالک منهم وان لم یتوبوا قتلوا ولم یعن بذالک فیما نری واللہ اعلم من خرج من الیهودیة الیٰ النصرانیة ولا من النصرانیة الی الیهودیة ولا من یغیر دینه من اهل الا دیان کلها الا الاسلام فمن خرج من الاسلام الیٰ غیره واظهر ذالک فذالک الذی عنی به واللہ اعلم.

(مؤطاامام مالک ص ۳۰۸ طبع مجتبائی دہلی)

ہماری دانست میں معنیٰ یہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ''کہ جو شخص اسلام سے نکل کر زنادقہ وغیرہم میں جاملا ایسے زنادقہ پر جب مسلمانوں کا غلبہ ہو جائے تو ان سے توبہ طلب کیے بغیر ان کو قتل کیا جائے کیونکہ زنادقہ کی توبہ معلوم نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ کفر کو چھپاتے اور اسلام کو ظاہر کرتے ہیں اور ہماری دانست کے مطابق نہ تو ان سے توبہ طلب کی جائے اور نہ توبہ قبول کی جائے''۔ باقی رہے وہ لوگ جو اسلام سے کفر کی طرف نکلے اور کفر کو ظاہر کیا تو ان پر توبہ پیش کی جائے گی اور اگر وہ توبہ کرلیں تو فبہا ورنہ ان کو قتل کیا جائے گا یعنی اگر کوئی قوم اسلام سے برگشتہ ہو کر کفر کا اظہار کرتی ہے تو اس سے توبہ کرنے کا کہا جائے گا اگر توبہ کی تو قبول کر لی جائے گی ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس حدیث کا مطلب ہماری دانست میں یہ نہیں اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کوئی شخص یہودیت سے نصرانیت کی طرف یا نصرانیت سے یہودیت یا اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی طرف پھر جائے تو اس کے متعلق یہ حدیث ہے بلکہ یہ حدیث صرف اس کے بارے میں ہے جو اسلام کو ترک کر کے کفر کو اختیار کرے اور اسے ظاہر کرے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ من بدل دینه اور من غیر دینه کا یہی مطلب لیتے ہیں کہ جو شخص دینِ اسلام سے پھر کر کفر کی طرف چلا جائے اور زندیق تو ایسا واجب القتل ہے کہ نہ تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کی توبہ کا کوئی اعتبار ہے' وہ بہر حال اور بہر کیف

واجب القتل ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (نعمان بن ثابتؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) امام ابوجعفر احمد بن سلامہ الطحاوی الحنفیؒ (المتوفی ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

وقد تكلم الناس في المرتد عن الاسلام ايستتاب ام لافقال قوم ان استتاب الامام المرتد فهوا حسن فان تاب فهو احسن والا قتل وممن قال ذالك ابوحنيفة و ابو يوسف و محمد رحمة الله عليهم وقال آخرون لا يستتاب وجعلوا حكمه كحكم الحربيين على ماذكر من بلوغ الدعوة اياهم ومن تقصيرها عنهم وقالوا انما يجب الاء ستتاب لمن خرج الاسلام لا عن بصيرة منه به فاما من خرج منه الى غيره على بصيرة فانه فقتل ولا يستتاب وهذا قول قال به ابو يوسف في كتاب الاملاء قال اقتله ولا استتيبه الا انه ان بدرني بالتوبة خليت سبيله ووكلت امره الى الله تعالىٰ.

(طحاوی ج ۲ ص ۱۰۱ کتاب السیر)

لوگوں نے اسلام سے نکل کر مرتد ہو جانے والے کے بارے میں بحث کی ہے کہ کیا اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا؟ یا نہیں؟ علماء کی ایک قوم کہتی ہے کہ اگر حاکم مرتد سے توبہ کرنے کا مطالبہ کرے تو اچھا ہے توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا یہی قول ہے اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے جیسا کہ دارالحرب کے کفار کو جب دعوتِ اسلام پہنچ جائے تو پھر ان کو اسلام کی دعوت دینے کی ضرورت نہیں۔ نہ پہنچی ہو تو دعوت دی جائے اور فرماتے ہیں کہ توبہ کا مطالبہ اس وقت واجب ہے جبکہ کوئی شخص اسلام سے بے سمجھی کی وجہ سے کفر کی طرف چلا جائے۔ رہا وہ شخص جو سوچے سمجھے طریقہ پر اسلام سے کفر کی طرف چلا جائے تو اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ ہاں اگر وہ میرے اقدام سے پہلے ہی توبہ کر لے تو میں اسے چھوڑ دوں گا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دوں گا۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۲۰۴ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ:

ولم يختلف المسلمون انه لايحل ان يفادى بمرتد ولا يمن عليه ولا توخذ منه فدية ولا يترك بحال حتى يسلم او يقتل والله اعلم.

(کتاب الام ج ٦ ص ١٥٢)

مسلمانوں میں کسی کا اس بارے کبھی اختلاف نہیں ہوا بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ مرتد کا فدیہ میں دینا جائز نہیں اور نہ اس پر احسان کیا جائے اور نہ اس سے فدیہ لیا جائے اور اس کو اس کے حال پر بھی نہیں چھوڑا جا سکتا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے یا قتل کیا جائے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حوالہ قتل مرتد کے بارے بالکل واضح ہے۔ حضرت امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی الشافعیؒ (المتوفی ٦٧٦ھ) لکھتے ہیں کہ:

وقد اجمعو اعلیٰ قتله لكن اختلفوا فی استتابته هل هی واجبة ام مستحبة.

(نووی شرح مسلم ج ٢ ص ٢٢١)

تمام اہلِ اسلام کا مرتد کے قتل کرنے پر اجماع ہے ہاں اس پر اختلاف ہے کہ مرتد پر توبہ پیش کرنا واجب ہے یا مستحب؟

بعض آئمہ کرامؒ مرتد پر توبہ پیش کرنا واجب کہتے ہیں اور بعض مستحب کہتے ہیں۔ چنانچہ علامہ علاؤ الدین بن علی بن عثمان المارديني (المتوفی ٧٤٥ھ) فرماتے ہیں کہ:

وقال صاحب الاستذكار لااعلم بين الصحابة خلافاً فی استتابة المرتد فكانهم فهمو من قوله عليه السلام من بدل دينه فاقتلوه ای بعد ان يستتاب.

(الجوہر النقی ج ٨ ص ٢٠٥)

مصنف استذکار (شرح موطا امام مالکؒ امام ابوعمر بن عبدالبرؒ (المتوفی ٤٦٣ھ) فرماتے ہیں کہ مرتد پر توبہ پیش کرنے کے بارے میں مجھے حضرات صحابہ کرامؓ میں کوئی اختلاف معلوم نہیں ہے۔ پس گویا کہ حضرات صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے ارشاد من بدل دینه فاقتلوه سے یہی سمجھتے ہیں کہ توبہ پیش کرنے کے بعد مرتد کو قتل کرنا چاہیے۔

علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فاقتلوه بعد استتابة وجوبا قال المناوی وعمومه يشمل الرجل والمرأة وعلى قتل المرتد اجماع اجمع الآئمة الثلاثة على قتل

فاقتلوہ کا مطلب یہ ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اس کے بعد اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ امام عبدالرؤف مناویؒ فرماتے ہیں کہ الفاظ کا عموم مرد اور عورت دونوں کو

المرتدة خلافا للحنفية.
(السراج المنیر ج۳ص۶۴۴)

شامل ہے مرتد کے قتل کرنے پر تو اجماع ہے اور مرتد عورت کے قتل کرنے پر تین اماموں کا اتفاق ہے احناف اختلاف کرتے ہیں۔

اس سے بھی واضح ہو گیا کہ توبہ پیش کرنے کے بعد مرتد کے اسلام سے انکار کرنے پر اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ مرد مرتد کے قتل پر تو تمام حضرات آئمہ کرامؒ کا اجماع ہے۔ عورت مرتدہ کے بارے میں حضرات آئمہ ثلاثہ کا یہی مسلک ہے البتہ احناف یہ کہتے ہیں کہ اس کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ صنف نازک ہونے کی وجہ سے عموماً وہ لڑائی اور جھگڑا نہیں کرتی۔

قاضی محمد بن علی الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

وخصه الحنفية بالذكر و تمسكوا بحديث النهي عن قتل النساء.
(نیل الاوطار ج۷ص۲۰۲)

احناف نے اس حدیث کو (ضمیر مذکر کے پیش نظر) مرد کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں عورتوں کے قتل کرنے کی نہی وارد ہوئی ہے۔

ہاں اگر کوئی عورت لڑائی پر اُتر آئے اور ارتداد کو پھیلانے کی سعی کرے تو اس کا معاملہ الگ اور جدا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۴۱ھ) کا مسلک امام موفق الدین ابن قدامہ الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۲۰ھ) یہ نقل کرتے ہیں:

الثالث الفصل : انه لايقتل حتى يستتاب عند اكثر اهل العلم منهم عمرؓ و علیؓ و عطاءؒ و نخعیؒ و مالکؒ و الثوریؒ رضی الله عنهم و الا وزاعی و اسحاق و اصحاب الرائےؒ وهو احد قولی الشافعیؒ و روی عن احمدؒ رواية اخری انه لاتجب استتابته لكن تستحب وهذا القول الثانی الشافعیؒ وهو قول عبيد بن عمير و طاؤس رضی الله عنهم ويروی ذالک عن الحسنؒ البصری لقول النبی ﷺ من

تیسری فصل: اکثر اہل علم یہ کہتے ہیں کہ مرتد کو اس پر توبہ پیش کیے بغیر نہ قتل کیا جائے جن میں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت عطاءؒ امام نخعیؒ امام مالکؒ امام ثوریؒ امام اوزاعیؒ امام اسحاق اور فقہاء احناف شامل ہیں اور حضرت امام شافعیؒ کا بھی ایک قول یہی ہے اور حضرت امام احمدؒ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ واجب نہیں ہے لیکن مستحب ہے اور یہ امام شافعیؒ کا بھی ایک دوسرا قول ہے اور امام عبید بن عمیرؒ اور امام طاؤسؒ کا بھی یہی قول ہے اور حضرت حسن بصریؒ سے بھی یہ

بدل دینہ فاقتلوہ ولم یذکرا استتابة. (مغنی ج۸ص۱۲۴)

مروی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جو اپنا دین (اسلام) بدل دے تو اسے قتل کردو اور توبہ کا مطالبہ اس میں مذکور نہیں ہے۔

ان تمام صریح حوالوں سے مرتد کا قتل کرنا آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ہے۔

علامہ ابو محمد بن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قتل مرتد کا معاملہ اُمت میں ایسا معروف و مشہور ہے کہ کوئی مسلمان شخص اس کے انکار پر قادر نہیں۔ (المحلی ج۸ص۲۲۲) ان کے علاوہ بھی کتب فقہ و فتاویٰ میں قتل مرتد کی تصریح موجود ہے۔ مثلاً ہدایہ ج۲ص۶۰۰، فتح القدیر ج۴ص۳۸۶، شامی ج۳ص۳۹۴ اور بحر الرائق ج۵ص۱۲۵ وغیرہ

علامہ علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۸۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

''مرتد کے قتل کرنے پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے البتہ مستحب یہ ہے کہ مرتد کو تین دن تک بند رکھا جائے اگر وہ اسلام قبول کرلے تو اچھا ہے ورنہ اسے قتل کردیا جائے۔'' (بدائع الصنائع ج۷ص۱۳۴)

امام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

واجمع اهل العلم علیٰ وجوب قتل المرتد روی ذالک عن ابی بکرؓ وعمرؓ و عثمانؓ وعلیؓ معاذؓ ابی موسیٰؓ وابن عباسؓ وخالدؓ وغیرهم ولم ینکر ذالک کان اجماعا. (مغنی ابن قدامه ج۸ ص۱۲۳)

اہلِ علم کا مرتد کو قتل کرنے پر اجماع ہے۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت معاذؓ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت خالدؓ وغیرہم سے یہی مروی ہے اور حضرات صحابہ کرامؓ کے دور میں اس کا کوئی انکار نہیں کیا گیا تو یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جس مسئلہ پر قرآنِ کریم اور صحیح احادیث سے واضح دلائل موجود ہوں اور جس مسئلہ پر حضرات خلفاء راشدینؓ متفق ہوں اور جس مسئلہ پر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شخصیتیں متفق ہوں جو اپنے دور میں گورنری کے عہدہ پر فائز تھیں اور جس مسئلہ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ترجمان القرآن متفق ہوں اور جس مسئلہ پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مجاہد اور فوج کے سپہ سالار متفق ہوں اور جس مسئلہ پر حضرات آئمہ کرام اربعہ اور جمہور آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم متفق ہوں

اور جس مسئلہ کے خلاف کوئی مسلمان انکار کرنے پر قادر نہ ہوا ہو تو اس مسئلہ کے حق اور ثابت ہونے میں کیا شک وشبہ ہو سکتا ہے۔

حضرت امام ابوعمرو عامر ابن شراحیل شعبی رحمۃ اللہ علیہما (المتوفی ۱۰۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

كان العلم يوخذ عن ستة عمرؓ وعلیؓ وابیؓ وابن مسعودؓ وزیدؓ وابی موسیؓ وقال ایضاً قضاۃ الامۃ اربعۃ عمرؓ وعلیؓ زید و ابو موسیؓ۔ (تذکرہ الحفاظ ج ا ص ۲۳)

چھ حضرات سے علم حاصل کیا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابیؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت زیدؓ اور حضرت ابو موسیؓ اور نیز انہوں نے فرمایا کہ اُمت کے قاضی (جج) چار ہیں۔ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت زیدؓ بن ثابت اور حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ۔

یعنی وہ یہ حضرات ہیں جن سے علم دین اخذ کیا جاتا تھا اور اُمتِ مسلمہ کے وہ مسلم قضاۃ (جج Judges) تھے اور حضرت صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ الامام المدنی الفقیہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲ھ) فرماتے ہیں کہ:

لم يكن يفتي في زمن النبی ﷺ غیر عمرؓ وعلیؓ ومعاذؓ وابی موسیؓ۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ا ص ۲۳)

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ان چار حضرات کے بغیر اور کوئی فتویٰ نہیں دیتا تھا۔ وہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت معاذؓ اور حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ ہیں۔

آپ حضرات بخوبی اس مقالہ میں مرتد کے بارے میں ان حضرات کے فتوے اور فیصلے پڑھ چکے ہیں۔

شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوریؒ ❣ شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوریؒ سے علماء لدھیانہ کی ملاقات ہوئی۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے قادیانی کے متعلق استخارہ کیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یہ شخص بھینسے پر اس طرح سوار ہے کہ منہ دم کی طرف ہے۔ جب غور سے دیکھا تو اس کے گلے میں زنار نظر آیا، جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے۔

(فتاویٰ قادریہ)